© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

دار الکفر میں حدود پر عمل کا مسئلہ

جنگ (لندن) کے ایڈیشن (۱۹' اپریل ۹۷) میں ایک مضمون: "برطانیہ میں سود کا لین دین اور حرام تجارت کا مسئلہ" شائع ہوا ہے جس کی فوٹو کاپی بھی آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ مضمون کا لب لباب یہ ہے کہ دارالحرب میں مسلمان پر کوئی "حد" نہیں اور اس کے لیے شراب' لاٹری' سور کے گوشت کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اس مسئلے پر اگر آپ تفصیلی روشنی ڈال سکیں تو بہت شکرگزار ہوں گا۔ اگر دارالحرب میں مسلمان پر کوئی "حد" نہیں تو شراب پینا' زنا کرنا' چوری کرنا اور قتل کرنا کس قرآنی حکم یا حدیث کی رو سے ناجائز ہیں؟ میں انتہائی ذہنی بے سکونی کا شکار ہوں کیونکہ میں آج تک ذاتی طور پر اسے حرام سمجھتا رہا ہوں اور ایسے تمام لوگوں سے کنارہ کش رہنے کی کوشش کی ہے' جو ایسی تجارت کرتے ہیں خاص طور پر اس بات سے اجتناب کیا ہے کہ ان کے گھر سے کھانا کھاؤں۔ اگر واقعی اسلام کی رو سے حقیقی طور پر ایسا نہیں ہے تو میں بڑا طویل عرصہ شدید غلطی پر رہا ہوں۔ اس پریشان کن مسئلے میں میری رہنمائی فرمائیں۔

گرامی نامہ مذکورہ فوٹوکاپی کے ساتھ ملا۔ بقول مضمون نگار' "برطانیہ میں سودی لین دین اور اسی نوع کے دوسرے حرام کام شرعاً جائز ہیں"۔ مضمون نگار نے اس کے لیے بعض فقہی کتب کے حوالے بھی پیش کیے ہیں جو دراصل غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ فقہا نے دارالحرب یا دارالکفر اور دارالاسلام کا جو فرق بیان کیا ہے اس پر وہ شخص جو معمولی سمجھ بھی رکھتا ہو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ یہ دو حکومتوں کا معاملہ ہے۔ یعنی ہر حکومت اپنے دائرہ اختیار میں کام کرے گی۔ دارالاسلام کی حکومت اپنے دائرہ اختیار میں اسلام نافذ کرنے کی ذمے دار ہے جس طرح دارالکفر یا دارالحرب کی حکومت اپنے زیر اقتدار علاقوں میں اپنی مرضی کا قانون جاری کرے گی۔ دارالاسلام کی حکومت' دارالحرب میں مقیم مسلمانوں کے تجارتی معاملات کی' سودی ہوں یا غیرسودی' صحیح ہوں یا فاسد و باطل' ذمے دار نہ ہوگی جس طرح وہ ان کی نمازوں' روزوں اور دیگر عبادت کی ذمے دار نہیں ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی مسلمانوں پر دارالحرب میں کوئی پابندیاں عائد نہیں ہیں۔ دارالحرب کا مسلمان پورے کے پورے اسلام کا پابند ہے جس طرح کہ دارالاسلام کا مسلمان' اور اسی لیے حکم یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان دارالحرب میں اسلام پر عمل نہیں کر سکتا تو وہ دارالاسلام کی طرف ہجرت کرے۔ اسلامی احکام کے پابند ہونے کی بنیاد تو کلمہ طیبہ ہے۔ جب ایک انسان اس کلمے کا اقرار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کر لیتا ہے۔ مسلمانوں کا ایک عام بچہ بھی جانتا ہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کرنے کا نام ہے، ایمان مجمل اور ایمان مفصل ہر بچے کو یاد ہوتا ہے۔

مسلمان کا کام یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے اور حکومت الٰہیہ قائم کرنے کے لیے جدوجہد کرے۔ اسلام اور مسلمان تو کفر کے اقتدار کو تسلیم ہی نہیں کرتا، وہ دارالحرب یا دارالکفر کے لیے اسلام کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ وہ دارالکفر اور دارالحرب کو چھوڑ دے لیکن اگر وہ شعوری مسلمان ہے تو پھر اس کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اسلام پر عمل کرنے کو چھوڑ دے اور دارالکفر کو اسلام پر ترجیح دے۔ یہ نظریے تو حکومت الٰہیہ اور اسلامی اقتدار کے نظریے سے متصادم ہے اور یہ وہی لوگ پیش کرتے ہیں جن کے نزدیک اسلامی اقتدار یا حکومت الٰہیہ قائم کرنا ایک دینی اور اسلامی فریضہ نہیں ہے۔ اس کی بجائے وہ مسلم قومیت کی حکومت کو کافی سمجھتے ہیں۔ اسی لیے یہ لوگ جہاد کے بھی قائل نہیں ہیں۔ ان لوگوں کی حالت پر انتہائی افسوس ہے کہ یہ مسلمانوں کے لیے دارالحرب میں اسلام کو ضروری نہیں سمجھتے در آں حالیکہ قرآن و سنت، کفار کے لیے بھی اسلام کو ضروری سمجھتا ہے۔ اسلام کی رو سے کفار جہاں اس بات کے مکلف ہیں کہ وہ اسلام لائیں وہیں اس بات کے بھی پابند ہیں کہ وہ شریعت پر عمل کریں۔ ان کی عبادات تو بغیر ایمان کے معتبر نہیں لیکن اگر وہ شریعت کے باقی شعبوں، معاشیات، عقوبات، سیاسیات، معاشرت وغیرہ پر عمل کریں تو ان کے یہ اعمال معتبر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ اے دنیا بھر کے انسانو، اپنے رب کی اطاعت کرو۔ اصول فقہ کی کتب میں باقاعدہ یہ ضابطہ لکھا ہوا ہے کہ کفار مخاطب "بالفروع" ہیں۔ فروع شریعت سے مراد عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر تمام احکام شرعیہ ہیں۔ کفار سے قیامت کے روز اس بات کا الگ حساب ہو گا کہ وہ ایمان کیوں نہیں لائے اور اس بات پر الگ سے باز پرس ہو گی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین پر کیوں عمل نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جب کافروں سے سوال ہو گا کہ انھیں دوزخ میں کون سی چیز لے گئی تو وہ جواب میں کہیں گے: قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ - وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ - وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ - حَتّٰیٓ اَتٰنَا الْیَقِیْنُ - (المدثر ۷۴: ۴۳-۴۷) "وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں بنانے لگتے تھے، اور روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آ گیا"۔ اسی اصول کی رو سے کفار دوہرے مجرم ہیں۔ کفر کا ارتکاب کرنے کے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کرنے کے۔

تعجب ہے مضمون نگار اور اسی قسم کے لوگوں پر کہ وہ کفار کو اسلام چھوڑنے، سود، جوا، زنا، فحاشی، عریانی اور حدود اللہ کو توڑنے پر ملامت کرنے کے بجائے مسلمانوں کو ملامت کر رہے ہیں کہ وہ دارالحرب میں اسلام

© rasailojaraid.com